نبی کریم ﷺ کا پیدائشی نبی ہونا

معراج جسمانی ثبوت

علم مصطفےٰ ﷺ کی وسعت

رضی اللہ عنہ

محدثِ اعظم پاکستان کے تین نادر حاشیے

اور

رضوی تشریحات

تالیف

محمد فضل رسول رضوی

سوادِ اعظم جہانیاں منڈی شیخوپورہ

کی۔ کیا ولی اللہ اولاد دے سکتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا۔ "ولی اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ ملتا ہے یا نہیں؟"

اس نے عرض کی: حضور ولی اللہ سے خدا ملتا ہے۔

ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ بڑا ہے یا اولاد؟ اس نے عرض کی:

اللہ تعالیٰ تو بڑا ہے اس پر ارشاد فرمایا: جب اولیاء اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے تو

ان کے پاس سے ان کی دعا سے اولاد کا ملنا کیا مشکل ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: وہابی کہتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر ختم نہ پڑھو۔ پھر فرمایا

ان سے یہ پوچھا جائے کہ کھانا سامنے نہ ہو اور ختم شریف پڑھا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کے

جواب میں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اگر یہ پوچھا جائے کہ کھانا سامنے ہو اور ختم نہ پڑھا جائے تو جائز

ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں بھی وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر دو جائز باہم مل جائیں تو ناجائز کیسے ہوا؟

(ارشادات محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۵۹۔۶۰ مطبوعہ گجرات)

امام رازی ہوں یا امام غزالی امام بخاری ہوں یا امام مسلم رحمہم اللہ ان کے علمی کمالات کثرت مطالعہ کی بنیاد پر استوار نظر آتے ہیں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے زمانہ طالب علمی سے لے کر عمر کے آخری حصے تک مطالعہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ زمانہ طالب علمی میں کثرت مطالعہ کی وجہ سے آپ کو ایسی عبارات ازبر تھیں کہ آپ کو عدل العلم (علم کی گٹھڑی) کے نام سے موسوم کیا جاتا۔ ایک ایک رات میں آپ اتنی ضخیم کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کر لیتے کہ دوسرے لوگ ہفتوں میں بھی اتنا مطالعہ نہ کر سکتے۔ منیۃ المصلی پڑھنے کے دوران شامی جیسی کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتیں۔ تدریس حدیث کے دوران آپ مطالعہ کو اپنے لیے لازم و ضروری قرار دیتے۔ اس دوران آپ کے ذہن میں جو علمی نکات آتے آپ زیر مطالعہ کتاب کے متعلقہ صفحہ پر حاشیے کی صورت میں عربی میں اسے تحریر فرما دیتے۔ شیخ طریقت، رہبر شریعت، سیدی و مرشدی قاضی ابو الفضل محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان نے اس عظیم علمی سرمایہ کی حفاظت کا حق ادا کیا۔ آپ کے وصال کو پچاس سال گزر

جانے کے باوجود آج بھی وہ تحریریں اسی طرح محفوظ ہیں۔ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ کو آپ کی
تمام کتب جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ میں منتقل کر دی گئی ہیں۔ قبلہ
طریقت دامت برکاتہم القدسیہ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اس کتب خانہ کی خدمت
وحفاظت کی ذمہ داری راقم الحروف کے سپرد کی جو کہ اس عاجز کے لیے یقیناً ایک بہت بڑی
سعادت ہے۔ آپ کے ان علمی جواہر پاروں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور یہ تمنا شدت
اختیار کر گئی کہ ان کو جمع کر کے برادران اہل سنت وجماعت کے سامنے پیش کیا جائے۔
تاکہ آپ کا یہ علمی فیض عام سے عام تر ہو جائے۔ چند احباب نے "سواد اعظم" کے نام سے
ایک عظیم تنظیم دی جس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام اہل سنت وجماعت کو ان کے عقائد سے
آگاہ کیا جائے۔ اور ان میں اپنے مسلک کی محبت اور شعور کو اجاگر کیا جائے۔ اس سلسلہ میں
یہ طے پایا کہ اہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات پر مشتمل لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ
اشاعت کی جائے۔ چونکہ اس سال ۲۹۔۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ کو عرس محدث اعظم
پاکستان کے موقع پر "پچاسواں جشن محدث اعظم" منایا جا رہا ہے۔ ہم نے اسے سعادت سمجھا
کہ اس عظیم موقع پر اس نیک مشن کا آغاز کیا جائے۔

بندہ نے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے دست اقدس سے تحریر
کردہ ان قیمتی علمی جواہر پاروں کے ترجمہ وتخریج کی خدمت اپنے ذمہ لی۔ اگرچہ اپنی کم علمی
اور بے بضاعتی کا احساس ہے لیکن حضرت کے فیضان پر اعتماد کرتے ہوئے قبلہ طریقت،
جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان کی خصوصی اجازت سے اس سلسلہ کی پہلی کڑی پیش کی جا رہی
ہے۔ "رضوی تحریرات" کے عنوان سے ان حواشی کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے۔

آپ کی اصل تحریر کا عکس بھی آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تمام قارئین سے عاجزانہ
درخواست ہے کہ راقم الحروف اور جملہ معاونین کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں
حسن خاتمہ کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ابو الحسنین محمد فضل رسول رضوی
جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ

۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ/۱۹ جون ۲۰۱۱ء بروز اتوار

نبی کریم ﷺ کے پیدائشی نبی ہونے پر

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی محققانہ تحریر

صاحب مشکوٰۃ المصابیح علامہ شیخ ولی الدین محمد تبریزی متوفی ۷۴۲ھ نے مشکوٰۃ المصابیح میں درج ذیل حدیث درج کی:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے روز دو سینگوں والے چتکبرے خصی مینڈھے ذبح کیے۔ جب آپ نے انہیں قبلہ رو کیا تو یہ پڑھا۔ بے شک میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ میں ملت ابراہیمی پر ہوں جو ہر باطل سے جدا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اے اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کی طرف سے اللہ کے نام سے شروع اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پھر آپ نے ذبح فرما دیا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب فی الاضحیہ ص ۱۲۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع دہلی)

اس حدیث پاک میں ذبح کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا پڑھی اس کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ "وما انا من المشرکین" "اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ علامہ ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۱۳ھ نے "مرقاۃ المفاتیح شرح

"مشکوٰۃ المصابیح" میں ان الفاظ کی شرح میں جو عبارت ذکر کی اسے مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ نور محمد
اصح المطابع، دہلی کے حاشیہ پر نقل کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

وما انا من المشركين لا شركا جليا ولا خفيا قال السيد نقلا عن الازهار
اختلف العلماء في ان نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل النبوة هل كان متعبدا
بشرع قيل كان على شريعة ابراهيم وقيل موسىٰ وقيل عيسى والصحيح انه لم يكن
متعبدا بشرع لنسخ الكل بشريعة عيسى وشريعته كان قد حرف وبدل قال الله تعالىٰ
ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان اي شرائعه واحكامه وفيه ان عيسى كان مبعوثا
لبني اسرائيل فلا يكون ناسخا لاولاد ابراهيم من اسمعيل قال العلماء وكان مؤمنا
بالله ولم يعبد صنما قط اجماعا وكان عبادته غير معلومة لنا قال ابن برهان ولعل الله
عزوجل جعل خفاء ذلك وكتمانه من جملة معجزاته قلت فيه بحث ثم قال وقد
يكون قبل بعثة النبي صلى الله عليه وسلم يظهر شيء يشبه المعجزات يعني في
تسمى ارهاصا ويحتمل ان يكون نبيا قبل الاربعين غير مرسل واما بعد النبوة فلم يكن
على شرع سوى شريعته اجماعا والاظهر انه كان قبل الاربعين وليا ثم بعثها صار نبيا
ثم صار رسولا۔

ترجمہ: میں مشرکین میں سے نہیں ہوں نہ شرک جلی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے نہ شرک خفی
کا ارتکاب کرنے والوں میں سے۔ سید نے الازہار سے نقل کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ علماء کا اس
میں اختلاف ہے کہ آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے کسی شریعت کے موافق عبادت
کرتے تھے؟ ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت پر تھے، ایک قول یہ ہے
کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے، ایک قول یہ ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی شریعت پر تھے اور صحیح یہ ہے کہ آپ کسی شریعت کے موافق عبادت نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ تمام
شریعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے منسوخ ہو چکی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
شریعت میں تحریف و تبدیلی ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آپ از خود نہیں جانتے تھے کہ کتاب
کیا ہے اور ایمان کیا ہے یعنی آپ سابقہ شرائع اور احکام کو نہیں جانتے تھے اس پر اعتراض ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف مبعوث تھے اس لیے وہ اولاد ابراہیم میں سے حضرت

اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کے لیے ناسخ نہیں ہو سکتے۔ علماء نے کہا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اعلان نبوت سے پہلے) اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور بالاتفاق آپ نے کسی بت کی کبھی عبادت نہیں کی اور ہمیں آپ کی عبادت (کی کیفیت) معلوم نہیں۔ علامہ ابن برہان نے کہا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل رکھنے اور چھپانے کو آپ کے معجزات میں سے بنایا ہے۔ میں کہتا ہوں اس میں بحث ہے پھر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کچھ چیزیں ظاہر ہوتی تھیں جو معجزات کے مشابہ ہوتی تھیں۔ انہیں ارہاص کہا جاتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے ہی نبی ہوں اور رسول نہ ہوں۔ بہر حال اعلان نبوت کے بعد آپ اپنی شریعت کے علاوہ کسی اور شریعت پر عمل پیرا نہیں تھے زیادہ ظاہر یہ ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے ولی تھے پھر اس کے بعد نبی ہوئے پھر اس کے بعد رسول ہوئے۔

(حاشیہ نبراس بر شرح العقائد ص ۴۴۳ مطبوعہ [illegible] ملتان)

احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے بھی مقام نبوت پر فائز تھے اس لیے علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقل کردہ یہ قول کہ آپ چالیس سال سے پہلے ولی تھے پھر اس کے بعد نبی ہوئے پھر اس کے بعد رسول ہوئے قابل قبول نہیں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے تحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے اس پر جامع اور مدلل حاشیہ تحریر کیا۔ جس میں اس عنوان کا کوئی پہلو تشنہ باقی نہیں چھوڑا۔ اگر آپ کے تلامذہ اور محققین علماء کرام اس تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے اس مسئلے میں غور و فکر سے کام لیں تو بہت سے اشکالات رفع ہو سکتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

لا نسلم ان الاظہر انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان نبیا فی عالم الارواح کما صرح فی الحدیث متی وجبت لک النبوۃ یا رسول اللہ قال وآدم بین الروح والجسد من رواہ الترمذی بل الاظہر انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان نبیا بعد الولادۃ وقبل الولادۃ من عالم الارواح ولکن ظہر نبوتہ ورسالتہ عند الناس بعد البعث بعد الاربعین والتحقیق عند المحققین انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان متصفا فی الاحوال کلہا ظاہرہ وباطنہ قبل البعثۃ وبعد البعثۃ کیف ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور اللہ تعالیٰ علی الاطلاق سردار احمد غفرلہ القدیر۔

ترجمہ: یعنی زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے جس طرح کہ حدیث پاک میں تصریح ہے (کہ آپ سے عرض کیا گیا) یا رسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (مرقاۃ شریف) یعنی زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں (بھی) نبی تھے البتہ لوگوں کے نزدیک بعد از بعثت چالیس سال کے بعد آپ کی نبوت و رسالت کا ظہور ہوا اور محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و باطن بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں معصوم ہیں۔ یہ کیسے نہ ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں جس میں غور و فکر سے کام ہو۔

(حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۹ مطبوعہ رحیمیہ مالک اصح المطابع دہلی مخزونہ کتب خانہ حضور محدث اعظم، جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ)

رضوی تشریحات:

سب سے پہلے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت قابل غور ہے جس کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے یہ حاشیہ تحریر فرمایا۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلالت علمی سے انکار نہیں لیکن جب احادیث کثیرہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے بھی نبوت کے مقام رفیع پر فائز تھے اور اسی کو تسلیم کرنے میں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کا اظہار ہے تو ہمیں اپنی تحقیق کا مرجع حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دینا چاہیے نہ کہ کسی قول کو درست ثابت کرنے کے لیے ہم احادیث میں تاویل کریں۔

پھر ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال سے پہلے آپ کے ولی ہونے اور نبی نہ ہونے کو قطعی اور یقینی قرار نہیں دیا بلکہ اسے اظہر کہا ہے کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ چالیس سال سے پہلے آپ ولی تھے اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ چالیس سال سے پہلے آپ نبی تھے اگرچہ یہ اظہر یعنی زیادہ ظاہر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ یہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر شریف سے پہلے بھی نبی تھے۔

پھر ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے اسی عبارت میں یہ بھی ذکر کیا۔

"ويحتمل ان يكون نبيا قبل الاربعين غير مرسل" یہ احتمال بھی ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے غیر رسول نبی ہوں۔ اس سے بھی واضح ہوا کہ اگرچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ چالیس سال سے پہلے آپ کے ولی ہونے کو اظہر قرار دے رہے ہیں لیکن ان کے نزدیک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ چالیس سال سے پہلے نبی ہوں رسول نہ ہوں۔

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ نے یہ لکھا کہ چالیس سال کے بعد آپ پہلے نبی ہوئے پھر رسول ہوئے۔ حالانکہ یہ قول درست نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا قائل ہے کہ اعلان نبوت کے بعد آپ پہلے صرف نبی ہوں بعد میں رسالت ملی ہو کیونکہ چالیس سال کی عمر میں جب آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ رسالت کے مقام پر فائز ہو گئے لہٰذا یہ کہنا کہ چالیس سال کے بعد آپ پہلے صرف نبی تھے رسول نہیں تھے درست نہیں۔

نیز ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:

وفيه دلالة على ان نبوته لم تكن منحصرة فيما بعد الاربعين كما قال جماعة بل اشارة الى انه من يوم ولادته متصف بنعت نبوته بل يدل حديث كنت نبيا وادم بين الروح والجسد على انه متصف بوصف النبوة في عالم الارواح قبل خلق الاشباح۔

ترجمہ: اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چالیس سال کی عمر کے بعد کے لئے منحصر نہیں جس طرح کہ ایک جماعت کا یہ قول ہے بلکہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ یوم ولادت سے ہی نبوت کے ساتھ متصف ہیں بلکہ حدیث پاک "كنت نبيا وادم بين الروح والجسد" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجسام کی تخلیق سے پہلے عالم ارواح میں نبوت کے ساتھ متصف تھے۔ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری [illegible] مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

جب ملا علی قاری رحمہ اللہ کی یہ عبارت بھی موجود ہے جس میں صراحتاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر سے پہلے بھی مقام نبوت پر فائز تھے تو ہمیں اسی عبارت کو ہی اختیار کرنا چاہیے جس سے عظمت و شان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہوتا ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے صرف ایک قول پر اعتماد نہیں کیا بلکہ محققین کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے وہ موقف اپنایا جو برحق تھا اور مبنی بر تحقیق تھا۔ آپ نے اپنے موقف پر جو حدیث پیش کی وہ درج ذیل ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ

متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث ۳۶۰۹)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا۔ "بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ولادت کے بعد اور ولادت سے پہلے عالم ارواح میں بھی نبی تھے۔ البتہ لوگوں کے نزدیک بعد از بعثت چالیس سال کے بعد آپ کی نبوت و رسالت کا ظہور ہوا۔" آپ اس نظریہ میں منفرد نہیں بلکہ بڑے بڑے اکابر علماء کا یہی نظریہ ہے۔

حضرت علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

شیخ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب "التعظیم والمنۃ" میں آیہ مبارکہ "لتؤمنن به ولتنصرنه" کی تفسیر میں لکھا۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان اور آپ کے مقام عالی کی جو عظمت ہے وہ مخفی نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس آیت میں یہ بات بھی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے میں تشریف لاتے تو آپ ان سب کی طرف رسول ہوتے پس آپ کی نبوت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت کے روز تک تمام مخلوق کو عام ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتیں سب آپ کی امت ہیں۔ اور آپ کا ارشاد "بعثت الی الناس کافة" (مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا) یہ آپ کے زمانے سے لے کر قیامت کے دن تک کے لیے مختص نہیں بلکہ ان سے پہلے لوگوں کو بھی شامل ہے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "کنت نبیا وادم بین الروح والجسد" (میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے) کا معنی بھی واضح ہو جاتا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر بالفرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام (ظاہری) حیات کے ساتھ ہوتے تو آپ ان کی طرف بھی رسول ہوتے۔ لہٰذا آپ کی نبوت و رسالت تمام مخلوق کو عام اور شامل ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے تا روز قیامت انبیاء کرام اور ان کی امتیں سب آپ کی امت ہیں۔ آپ کا فرمان کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وما ارسلناک الا کافۃ للناس" یہ آیت آپ کے زمانے سے قیامت کے دن تک کسی شخص کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو آپ سے پہلے تھے۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۷، مطبوعہ منشی نول کشور لکھنؤ)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۶۹ھ نے شرح شفا ج ۲ ص ۲۳۱، مطبوعہ مطبع ازہریہ مصر میں علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہی عبارت نقل کی اور بڑی تفصیل کے ساتھ واضح کیا کہ آپ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں کو شامل ہے۔

امام اہل سنت، مجدد دین و ملت الشاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

امام علامہ تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی۔ حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلاۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے اور حضور کا ارشاد "وکنت نبیا وآدم بین الروح والجسد" (میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح و جسد کے درمیان تھے) اپنے معنی حقیقی پر ہے۔ اگر ہمارے حضور آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب حضور کے زیر لواء آدم و من سواہ کافہ رسل و انبیاء ہوں گے صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۳۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام اجل علامہ سید غلام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

اور ہم نے بجائے نبوت ظہور نبوت اس لیے کہا کہ غار حرا کی اس وحی سے نبوت کا ظہور شروع ہوا ورنہ نبوت تو اس واقعہ سے ہزار ہا سال پیشتر عالم ارواح میں عطا ہو چکی تھی۔ اس وقت تک حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور عالم ارواح میں تخلیق آدم سے پیشتر نبوت کا ملنا آپ کے خصوصیات سے ہے۔

(بشیر القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۲۶، مطبوعہ مکتبہ کتب خانہ امام احمد رضا کراچی)

حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا: "محققین کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہراً و باطناً بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں معصوم ہیں۔"

اس عبارت میں حضرت محدث اعظم قدس سرہ العزیز نے اعلان نبوت سے پہلے آپ کی نبوت پر دلیل پیش کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ معصوم ہونا انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں اسی طرح آپ اعلان نبوت سے پہلے بھی معصوم ہیں اگر اعلان نبوت سے پہلے نبی نہ ہوتے تو معصوم بھی نہ ہوتے۔ لہٰذا اعلان نبوت سے پہلے آپ کا معصوم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اعلان نبوت سے پہلے بھی نبی ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

المذكور في كلام الشارح هو مذهب عامة المتكلمين وخالفهم جمهور جمع من العلماء فذهبوا الى العصمة من الصغائر والكبائر قبل الوحي وبعده وهو مختار ابي المنتهى شارح الفقه الاكبر والشيخ عبدالحق المحدث الدهلوي۔

ترجمہ: شرح عقائد میں جو یہ لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے اعلان نبوت سے پہلے کبیرہ اور بعد میں صغیرہ کا صدور جائز ہے یہ عام متکلمین کا مذہب ہے اور جمہور علماء کی ایک جماعت نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں صغیرہ اور کبیرہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ یہی مذہب ابوالمنتہیٰ شارح فقہ اکبر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ (النبراس شرح شرح عقائد ص ۲۸۵، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ لاہور)

علامہ پرہاروی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

الثالث فهذه العصمة مذهب الشيعة قلت اولا لا باس في الاتفاق الاتفاقي

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محدثِ اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کے تین نادر حاشیے

اور

رضوی تشریحات

نبی کریم ﷺ کا پیدائشی نبی ہونا

مسئلہ سماعِ موتیٰ

علمِ مصطفےٰ ﷺ کی وسعت

تالیف

محمد فضل رسول رضوی

ناشر سوادِ اعظم جہانیاں منڈی شیخوپورہ

Cell: 0300-6885306

لا مقصود المشائخ اتباع الحق لا وفاق الشيعة وانما ان بين الفريقين بعد المشرقين لان الشيعة على تجويز الكفر تقية۔

ترجمہ: اگر تم یہ اعتراض کرو کہ عصمت کے متعلق یہ عقیدہ تو شیعہ کا مذہب ہے تو میں اس کا یہ جواب دوں گا کہ اتفاقاً کسی مسئلہ میں شیعہ کے ساتھ موافقت ہو جانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ مشائخ کا مقصود حق کا اتباع ہے، شیعہ کی موافقت نہیں اور دنیا میں یہ کہوں گا کہ ہمارے اور شیعہ کے مذہب میں بڑا فرق ہے کیونکہ شیعہ تقیہ کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام سے کفر کے صدور کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ (المسامرہ شرح المسایرہ ص ۲۵۳ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

فلا يجوز لمسلم ان ينسب لنبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وغيره من الانبياء عليهم الصلوة والسلام امرا ينافي عصمتهم عمدا وسهوا قبل النبوة وبعدها وهو الذي ارتضاه كثير من ائمة الدين واهل الاصول۔

ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت کرے جو ان کی عصمت کے منافی ہو خواہ عمداً ہو یا سہواً کثیر ائمہ دین اور اہل اصول کا پسندیدہ نظریہ یہی ہے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء ج ۴ ص ۲۷۶، مطبوعہ مطبع الازہریہ مصر)

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

قال ابن الجوزي خطرات الطباع البشرية لا يسلم منها احد والانبياء عليهم الصلوة والسلام وان عصموا من الكبائر فلم يعصموا من الصغائر قلت لا نسلم ذلك بل عصموا من الصغائر جميعها قبل النبوة وبعدها۔

ترجمہ: ابن جوزی نے کہا: بشری طبعی لغزشوں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہوتا اور انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ کبائر سے معصوم ہوتے ہیں لیکن صغائر سے معصوم نہیں ہوتے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں یہ بات تسلیم نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام صغائر و کبائر تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ (اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی۔) (عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۵۲۴ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ جمہور علماء کا یہی نظریہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں معصوم ہوتے ہیں اور اس عصمت انبیاء کو حضرت

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے بعثت سے پہلے نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل بنایا ہے۔

حاشیے کے آخر میں آپ نے لکھا: "آپ معصوم کیسے نہ ہوں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں" اس عبارت سے آپ نے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ آپ کے احوال و افعال اور اقوال بھی نورانی ہیں۔ گناہ اور نورانیت جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ گناہ تو ظلمت اور اندھیرا ہے جبکہ نورانیت تو روشنی کا نام ہے۔ لہٰذا جس طرح اندھیرے اور روشنی کا اجتماع نہیں ہو سکتا اس طرح نور اور گناہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں تو اس سے واضح ہوا کہ آپ گناہ سے بھی معصوم اور پاک ہیں۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور کہا۔ آپ کا یہ عقیدہ بھی بلا دلیل نہیں بلکہ اس پر کثیر دلائل موجود ہیں اختصار کے پیش نظر ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب جلالین نے لکھا:

"هو النبي صلى الله عليه وسلم"

نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۲۳ھ نے اس کی تفسیر میں لکھا:

سمی نورا لانه ینور البصائر ویهدیها للرشاد ولانه اصل کل نور حسی ومعنوی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لئے کہا گیا کیونکہ آپ بصائر کو منور فرماتے ہیں اور ان کو رشد و ہدایت عطا فرماتے ہیں اور آپ کو نور اس لئے کہا گیا کہ آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ (تفسیر صاوی علی الجلالین زیر آیت قد جاءکم من اللہ نور)

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا نقل فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا۔

ترجمہ: اے میرے اللہ دل میری آنکھ میرے کان اور میرے دائیں بائیں اوپر نیچے اور میرے سامنے اور میرے پیچھے نور بنا دے اور خود مجھے نور بنا دے۔

(بخاری شریف، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل رقم الحدیث ۶۳۱۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یقیناً مستجاب الدعوات ہیں آپ کی دعا مقبول نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بلکہ آپ تو پہلے ہی نور ہیں دعا میں نور کے اضافے کا سوال کیا جا رہا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ عین نور ہیں آپ کا ہر ہر عضو نور ہے جو مخالفین کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی بھی اپنی کتاب نشر الطیب میں حدیث نقل کرتے ہیں:

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا: اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا الخ

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۵ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ دیوبند)

یہی تھانوی صاحب ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے میں اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۷-۸ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ دیوبند)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے اس حاشیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کا نور ہیں۔ نور تو پاک و صاف ہوتا ہے لہذا آپ بھی بعثت سے پہلے اور بعد تمام احوال میں گناہوں سے پاک و صاف اور معصوم ہیں۔ معصوم ہونا تو نبی کی شان ہے لہذا آپ بعثت سے پہلے اور بعد بلکہ عالم ارواح میں بھی مقام نبوت پر فائز ہیں البتہ آپ کی نبوت و رسالت کا ظہور لوگوں کے سامنے چالیس سال کی عمر کے بعد ہوا۔

مسئلہ سماع موتی کے متعلق

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی محققانہ تحریر:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "صحیح بخاری" "کتاب الجنائز" میں دو احادیث ذکر کیں۔ جن میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا تھا۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ نے "عمدۃ القاری" میں ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے اس تعارض کو دور کیا۔ "عمدۃ القاری" کے حاشیہ پر محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے علامہ عینی رحمہ اللہ کے بیان کردہ رفع تعارض کا خلاصہ بیان کیا اور ان احادیث میں ایک اہم مسئلہ "سماع موتی" کا ذکر تھا۔ آپ نے حاشیہ میں اس مسئلہ کی وضاحت کی اور اس مسئلہ میں اہل سنت وجماعت کے نظریہ کو واضح کیا۔ اولاً ہم دو احادیث ذکر کریں گے پھر علامہ عینی رحمہ اللہ کی تحریر ذکر کریں گے اور آخر میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کا تحریر کردہ حاشیہ ذکر کریں گے۔

حدیث نمبر (1):

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَخْبَرَہٗ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِیُّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَلٰی اَہْلِ الْقَلِیْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا فَقِیْلَ لَہٗ تَدْعُوْ اَمْوَاتًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْہُمْ وَلٰکِنْ لَا یُجِیْبُوْنَ۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث ۱۳۷۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بدر کے موقع پر جس کنویں میں کفار کو ڈالا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں میں جھانکا اور فرمایا تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا؟ آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔

حدیث نمبر (2):

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہُمْ

لَيَعْلَمُوْنَ الْآنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ وہ اب اس بات کو جان رہے ہیں کہ میں ان سے حق کہتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث ۱۳۷۱)

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فان قلت ما وجه ذكر حديث ابن عمر وحديث عائشة وهما متعارضان في ترجمة عذاب القبر قلت لما ثبت من سماع اهل القليب كلامه وتوبيخه لهم دل ادراكهم كلامه بحاسة السمع على جواز ادراكهم الم العذاب ببقية الحواس فحسن ذكرهما في هذه الترجمة ثم التوفيق بين الحديثين ان حديث ابن عمر محمول على ان مخاطبة اهل القليب كانت وقت المسألة ووقتها وقت اعادة الروح الى الجسد وقد ثبت في الاحاديث الاخرى ان الكافر المسئول يعذب وان حديث عائشة محمول على غير وقت المسألة فبهذا يتفق الخبران۔

ترجمہ: اگر تم یہ اعتراض کرو کہ عذاب قبر کے عنوان کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی یہ دونوں احادیث ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ ان دونوں احادیث میں تعارض ہے۔ میں کہتا ہوں جب کنویں والے کفار کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سننا اور آپ کا انہیں جھڑکنا ثابت ہے تو ان کفار کا حاسہ سمع کے ساتھ آپ کے کلام کو سننا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ باقی حواس کے ساتھ عذاب کے درد کا بھی ادراک کر سکتے ہیں اور ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ بدر کے کنویں والوں کے ساتھ خطاب اس وقت تھا جب فرشتے سوال وجواب کرتے ہیں اور روح کو جسم کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ جس کافر سے سوال کیا جاتا ہے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث اس صورت پر محمول ہے جب سوال وجواب نہ ہو، پس اس طرح دونوں احادیث متفق ہو گئیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۶، ص ۲۲۲، مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس مقام پر درج ذیل حاشیہ تحریر کیا:

نعم الاتفاق بين الخبرين حاصله ان عبد الله بن عمر اثبت بالحديث سماعهم بحاسة السمع وقت المسئلة وان ام المومنين انكرت السماع بحاسة السمع فى غير ذلك الوقت فاين القول واما سماع الموتى بالارواح فمتفق وهو مذهب اهل السنة والجماعة فمن انكر سماع الموتى فالمراد من الانكار السماع بحاسة السمع ومن اثبت فالمراد السماع بالروح فذهب الخلاف وحصل الوفاق واما الانبياء عليهم الصلوة والسلام فهم يسمعون بحواسهم فانهم احياء فى مقابرهم المقدسة بالاتفاق فتامل واثبت على عقائد اهل السنة والجماعة ولا تكن من الوهابين المبتدعين المفسدين لعقائد المسلمين سردار احمد غفرله۔

ترجمہ: ہاں دونوں احادیث میں موافقت ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ مردے سوال وجواب کے وقت حاسہ سمع (کان) کے ساتھ سنتے ہیں اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے سوال وجواب کے وقت کے علاوہ میں حاسہ سمع (کان) کے ساتھ سننے کا انکار کیا ہے۔ پس غور وفکر کرو میں کہتا ہوں مردوں کے ارواح کے ساتھ سننے پر تو اتفاق ہے اور یہی اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے پس جس نے سماع موتی کا انکار کیا ہے اس کی مراد حاسہ سمع (کان) کے ساتھ سننے سے انکار ہے اور جس نے سماع موتی کو ثابت کیا ہے تو اس کی مراد روح کے ساتھ سننا ہے۔ لہذا اختلاف اٹھ گیا اور دونوں احادیث میں تطبیق حاصل ہو گئی۔ بہر حال انبیاء کرام علیہم السلام تو اپنے حواس کے ساتھ سنتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مزارات مقدسہ میں بالاتفاق زندہ ہیں پس غور وفکر کرو اور اہل سنت وجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہو اور مسلمانوں کے عقائد میں فساد ڈالنے والے بدعتی وہابیوں میں سے نہ ہو۔

(حاشیہ عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری ج۳ ص۲۲۲ مطبوعہ دار الطباعۃ العامرہ)

رضوی تشریحات:

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر میں مذکورہ بالا دو احادیث ذکر کیں۔

پہلی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما انتم باسمع منهم ولكن لا يجيبون" "تم ان مردوں سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں اور دوسری حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ مردے سنتے ہیں بلکہ آپ نے تو فرمایا تھا کہ یہ اب اس بات کو جان رہے ہیں کہ میں ان سے حق کہتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے نہیں سنتے لہذا باب میں مذکور دونوں احادیث، باہم متعارض ہیں علامہ عینی رحمہ اللہ نے اس تعارض کو دور کیا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تقریر کا خلاصہ بیان کیا کہ دونوں احادیث میں تعارض نہیں ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث سے یہ مراد ہے کہ سوال وجواب کے وقت مردے کانوں کے ساتھ سنتے ہیں، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے مراد یہ ہے کہ سوال وجواب کے وقت کے علاوہ مردے کانوں کے ساتھ نہیں سنتے لہذا دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہ رہا کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کانوں کے ساتھ مردوں کے سننے کا اثبات سوال وجواب کے وقت میں کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کانوں کے ساتھ مردوں کے سننے کا انکار سوال وجواب کے علاوہ دوسرے اوقات میں کیا ہے تو اثبات کا تعلق اور وقت سے ہے اور نفی کا تعلق اور وقت سے ہے۔ اگر ایک ہی وقت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سماع موتی کا اثبات کرتے اور اسی وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سماع موتی کا انکار کرتیں پھر تعارض تھا لیکن یہاں تو نفی اور اثبات کے اوقات الگ الگ ہیں اس لئے کوئی تعارض نہیں۔

مسئلہ سماع موتی میں اہل سنت وجماعت اور وہابیہ کے درمیان اختلاف ہے اہل سنت وجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اس پر کثیر احادیث شاہد ہیں جن کے ذکر کے لئے ایک ضخیم دفتر درکار ہے جبکہ وہابی اس کے منکر ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی یہ حدیث بھی بطور ثبوت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے کا ذکر نہیں فرمایا تھا بلکہ جاننے کا ذکر کیا تھا لہذا اس حدیث سے مردوں کا سننا ثابت نہیں ہوتا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اپنے حاشیہ میں وہابیہ

کے اس استدلال کا بھی جواب دیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سماع کا جو انکار کیا ہے وہ سماع کے ساتھ سننے کا انکار نہیں کیا۔ ارواح کے ساتھ سننے سے کانوں کے ساتھ سننے کا تو انکار کیا ہے وہ ارواح کے ساتھ سننے کا انکار نہیں کیا۔ ارواح کے ساتھ سننے پر اتفاق ہے۔ لہٰذا مانعین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کو اپنی دلیل نہیں بنا سکتے۔

دراصل حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آیت کریمہ۔ انك لا تسمع الموتى وغیرہ آیات کے پیش نظر خیال فرمایا کہ مردوں کا اجسام کے ساتھ سننا ان آیات کے منافی ہے لہٰذا ام المومنین رضی اللہ عنہا اگرچہ اس واقعہ کے وقت حاضر نہیں تھیں مگر انہوں نے یہ خیال فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یعلمون فرمایا تھا۔ راوی کو یاد نہ رہا اس نے یسمعون بیان کر دیا کہ مردوں کے اجسام سنتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اجسام نہیں سنتے اور وہ ان ظاہری کانوں کے ساتھ نہیں سنتے بلکہ انہیں علم ہوتا ہے کیونکہ علم کا تعلق تو روح سے ہے اور روح باقی ہے لہٰذا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد ہمارے مقصود کے خلاف نہیں بلکہ اس میں یعلمون کے لفظ سے واضح ہے کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی سماع روحانی کی قائل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اہل قبور اپنے پاس آنے والے زائرین کو پہچانتے ہیں اور ان کے کلام کو سنتے ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حدیث پاک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ رضى الله عنه مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے اس گھر میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما (مدفون) ہیں اس حال میں داخل ہوتی تھی کہ میں نے اپنی چادر اتاری ہوتی تھی۔ میں خیال کرتی تھی کہ یہ تو میرے خاوند ہیں اور میرے والد ہیں اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مدفون ہوئے تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے اپنے اوپر کپڑا اوڑھ کر حاضر ہوتی تھی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، رقم الحدیث ۱۷۷۱)

اگر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہل قبور کے ادراک و علم کی قائل نہ تھیں تو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کے وصال کے بعد حیاء کیوں کرتی تھیں؟

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِحُبْشِيٍّ قَالَ فَحُمِلَ إِلٰى مَكَّةَ فَدُفِنَ فِيهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيمَةَ حِقْبَةً مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيلَ لَنْ يَتَصَدَّعَا فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا مقام حبشی میں انتقال ہو گیا انہیں مکہ مکرمہ لا کر دفن کر دیا گیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ آئیں تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر پر تشریف لا کر یہ اشعار پڑھے:

ہم جذیمہ بادشاہ کے دو ساتھیوں کی طرح عرصہ دراز تک اکٹھے رہے حتی کہ یہ کہا گیا کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ اور جب ہم جدا ہوئے تو گویا عرصہ دراز تک اکٹھا رہنے کے باوجود میں اور مالک نے ایک رات بھی اکٹھی نہیں گزاری۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتی تو اسی جگہ تمہیں دفن کرواتی جہاں تمہارا انتقال ہوا اور اگر میں وہاں ہوتی تو تمہاری زیارت نہ کرتی۔

(سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الزیارۃ للقبور للنساء، رقم الحدیث 1055)

اگر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ادراک و سماع ارواح کی منکر تھیں تو پھر اپنے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو ان کے انتقال کے بعد خطاب کیوں فرما رہی تھیں؟

بہر حال حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا صرف سماع جسمانی کا انکار کرتی ہیں سماع روحانی کا نہیں لیکن بدر والے واقعہ کے وقت وہ حاضر نہ تھیں لہذا جمہور علماء نے ان کے انکار کو قبول نہیں کیا کہ اگرچہ تین دن گزر جانے کے بعد ان کفار کے ناپاک اجسام پھول پھٹ چکے تھے مگر پھر بھی انہوں نے سر کے کانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور یہ

مذکورہ آیات کے بھی منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی زیارت حسرت کے لئے ان کے
عالی اجسام کو پھر زندہ فرما دیا ہو (البتہ) اس وقت وہ سوالی نہ رہے۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۱۳)

جب یہ بیان کیا گیا کہ مردے ان ظاہری کانوں کے ساتھ نہیں سنتے بلکہ روح کے
ساتھ سنتے ہیں تو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید انبیاء کرام علیہم السلام کے سننے کی بھی یہی کیفیت
ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس وہم کو دور کر دیا اور فرمایا کہ انبیاء
کرام علیہم السلام اپنے مزارات پر انوار میں زندہ ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے لہٰذا وہ
اپنے ظاہری حواس کے ساتھ سنتے ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ
عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ
عَلَیَّ صَلَاتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ
عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ۔

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں
جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھے اس کا درود مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ شخص درود پڑھ
کر فارغ ہو جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا
وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے پس
اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۶۳۷)

حاشیہ کے آخر میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے وصیت فرمائی کہ
اہل سنت و جماعت کے عقائد پر مضبوطی سے قائم رہو اور بد مذہبوں وہابیوں سے بچ کر رہو کیونکہ یہ
مسلمانوں کے عقائد میں فساد ڈالتے ہیں۔

وہابیوں کے چند عقائد ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ آپ خود بھی ان سے بچیں اور اپنے
اعزہ و اقرباء و احباب کو بھی بچا سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ـــــــ محدث اعظم پاکستان ﷫ کے تین نادر حاشیے اور رضوی تشریحات

موضوع ـــــــ نبی کریم ﷺ کا پیدائشی نبی ہونا، سماع موتی، نبی کریم ﷺ کی وسعت علمی

افادات ـــــــ محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز

خصوصی اجازت ـــــــ جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

تالیف ـــــــ ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی صدر مدرس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ و خطیب سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

پروف ریڈنگ ـــــــ مولانا ابوالحماد محمد حب اتقی صاحب رضوی جامعہ حیدریہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی۔

اشاعت دوم ـــــــ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ / اپریل ۲۰۱۲ء

صفحات ـــــــ 48

قیمت ـــــــ 20 روپے

ملنے کے پتے:

☆ ـــــ جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ

☆ ـــــ جامعہ حیدریہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی (خانیوال)

☆ ـــــ محمد عرفان رضوی جٹ چک ۸ رسالہ، شیخوپورہ

☆ ـــــ مولانا محمد حسان رضوی مکتبہ فضل رسول طارق روڈ شیخوپورہ

امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹا قول منسوب کرکے یہ لکھا کہ آپ نے فرمایا:

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص ۹۰ مطبوعہ ملی)

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

سب بڑے سے بڑے بندے ہوں (انبیاء و اولیاء) سب یکساں بے خبر اور نادان۔
(تقویۃ الایمان ص ۲۹)

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔
(تقویۃ الایمان ص ۱۴)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔
(براہین قاطعہ ص ۵۵۔ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا:

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

اللہ تعالیٰ ایسے بدعقیدوں سے ہمیں محفوظ فرمائے اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سچی محبت نصیب فرمائے آمین۔

☆☆☆☆☆

علم مصطفیٰ ﷺ کی وسعت پر

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی محققانہ تحریر

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ؟ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ آيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلٰى رَاْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهُ اِلَّا رَاَيْتُهُ فِي مَقَامِي حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبَ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ بِاَيِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ۔

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور وہ اس وقت نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے (لوگوں کو خلاف معمول نماز کے لیے کھڑے ہوئے دیکھ کر) پوچھا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج گہن ہوا ہے اس لیے لوگ سورج گہن کی نماز ادا کر رہے ہیں) پس اس وقت سب لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سبحان اللہ! میں نے پوچھا کوئی نشانی ہے؟ حضرت عائشہ نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔ ہاں پھر میں بھی کھڑی ہو گئی حتی کہ (زیادہ طویل قیام کی وجہ سے) مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی۔ تو میں اپنے سر کے اوپر پانی ڈالنے لگی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا: میں نے جس چیز کو بھی (پہلے) نہیں دیکھا تھا وہ چیز میں نے اس جگہ دیکھ لی ہے حتی کہ

جنت اور دوزخ بھی۔ بس میری طرف یہ وحی کی گئی ہے۔ بے شک تمہاری قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی۔ مسیح دجال کی آزمائش کے مثل یا اس کے قریب (قبر میں) کہا جائے گا۔ اس شخص کے متعلق تمہیں کیا علم ہے؟ بہرحال مومن یا یقین رکھنے والا کہے گا یہ محمد رسول اللہ ہیں، ہمارے پاس معجزات اور دلائل لے کر تشریف لائے تھے ہم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کی پیروی کی۔ تین دفعہ کہا: یہ محمد ہیں۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ تم نفع اٹھاتے ہوئے سو جاؤ ہمیں معلوم تھا تم بے شک ان پر یقین رکھنے والے ہو۔ بہرحال منافق یا شک کرنے والا کہے گا۔ مجھے معلوم نہیں میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے ہوئے سنا تو میں نے وہی کہہ دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من اجاب الفتیا باشارۃ الید والراس، رقم الحدیث: ۸۶)

یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علمی پر ایک جیتی جاگتی دلیل ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما من شیء لم اکن اریتہ الا رایتہ فی مقامی حتی الجنۃ والنار۔ اس مقام پر میں نے ہر چیز کو دیکھ لیا۔

حدیث پاک میں لفظ شیء (چیز) ہے یہ نکرہ ہے اور حرف نفی "ما" کے بعد واقع ہے۔ اصول یہ ہے کہ نکرہ نفی کے تحت آجائے تو اس میں عموم والا معنی مراد ہوتا ہے۔ لہذا حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر کائنات عرش و فرش کی ہر چیز کو آپ کی نگاہوں کے سامنے کر دیا اور قیامت تک کی کوئی چیز آپ کی نگاہ سے اوجھل نہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی مفہوم کو یوں بیان فرمایا۔

سر عرش پر ہے تری گزر دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اس مقام پر سوال ہوا کہ آیا لفظ شیء اللہ کی ذات کو بھی شامل ہے اور آیا آپ نے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی دیکھا؟ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی قدس سرہ العزیز متوفی ۸۵۵ھ نے "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں اس سوال کو ذکر کرکے اس کا جواب دیا۔ آپ لکھتے ہیں:

قلت فیہ دلالۃ علی انہ علیہ الصلوۃ والسلام رای ربہ فی ھذا المقام

اُجیب بان اللفظ یحتملہ والعقل لا یمنعہ
ذات اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ
والعرف لا یقتضی اخراجہ

ترجمہ: اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی دیکھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں (اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا) کیونکہ لفظ میں اللہ تعالیٰ کو بھی شامل ہے عقل بھی اس کا انکار نہیں کرتی اور عرف بھی اس کا تقاضا نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کو لفظ میں سے خارج قرار دیا جائے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج۷ ص۳۹۱)

حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز نے بخاری شریف کی یہ حدیث اور پھر اس پر علامہ عینی رحمہ اللہ کی یہ شرح ملاحظہ کی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم معجزہ آپ کی نظروں کے سامنے آیا تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔ اور پھر عالم کیف و محبت میں اس بحر بے کنار سے جو تحقیقی جواہر حاصل کیے انہیں جامع اور مدلل انداز میں ایک قیمتی نوٹ کی صورت میں عمدۃ القاری کے حاشیہ پر تحریر فرما دیا۔

آپ کے دست اقدس سے لکھا ہوا یہ عظیم الشان علمی حاشیہ آپ کی یادگار ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

قَوْلُہٗ الْکُلُّ: یَتَنَاوَلُ اللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ وَالْعَقْلُ لَا یَمْنَعُہٗ وَالْعُرْفُ لَا یَقْتَضِیْ اِخْرَاجَہَا لِاَنَّ الْمَقَامَ مَقَامُ الْکَشْفِ وَالْجَنَّۃُ فَوْقَ السَّمٰوٰتِ وَالنَّارُ تَحْتَ الْاَرْضِیْنَ فَالْکُلُّ: یَتَنَاوَلُ الْعَرْشَ وَالْجَنَّۃَ وَالْفَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ وَالسَّمٰوٰتِ وَمَا فِیْہَا وَالْاَرْضِیْنَ وَمَا فِیْہَا وَاللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ وَمَا فِیْہَا مِنَ الْکُتُبِ بِمَا کَانَ وَمَا ہُوَ کَائِنٌ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی ... قَوْلُہٗ الْکُلُّ: اَلْوَاجِبَ تَعَالٰی فَاِنْ شَمِلَہٗ وَمَا تَرَکَہٗ اللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ وَیَسْتَخْرِجُ الشَّارِحُ ... فِیْ ذٰلِکَ الْحَلْقِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم اَخْبَرَ عَنْ جَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنْ بَدْئِہَا اِلٰی اِنْتِہَائِہَا فَالتَّخْصِیْصُ فِیْ ہٰذَا الْمَقَامِ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَنَحْوِہِمَا تَخْصِیْصٌ مِنْ غَیْرِ مُخَصِّصٍ فَہُوَ لِاَنَّ الْمَقَامَ مَقَامُ الْاِظْہَارِ وَالْاِنْبَاءِ بِالْاِرَادَۃِ لِجَمِیْعِ الْاَشْیَاءِ وَعَلَی الْوَاجِبِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَالتَّعْمِیْمُ وَالشُّمُوْلُ اَنْسَبُ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی مَنْ لَہٗ تَبَحُّرٌ فِیْ کُتُبِ التَّفْسِیْرِ وَالْمَعَانِیْ

بے شک دنیا و آخرت آپ کے جود و سخا کا ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل و امین تھے ان کی تعظیم و توقیر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو لوح کا علم عطا فرما دیا۔

علامہ محمد عبدالباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں:

عن ابی الحسن النقاش ان اول من سجد اسرافیل قال ولذا ای لکونه اول من سجده جوزی ای جازاه الله بولایة اللوح المحفوظ بان جعل مطلعا علیه ومتصرفا فیه ینقل ما فیه مثلا الی الملائکة وقیل قد رفع راسه وقد ظهر القرآن کله مکتوبا علی جبهته کرامة له علی سبقه

ترجمہ: حضرت ابو الحسن نقاش سے روایت کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا چونکہ انہوں نے سب سے پہلے سجدہ کیا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں لوح محفوظ کا متولی بنا دیا اور اس پر مطلع کر دیا اور اس میں مکتوب احکامات کو فرشتوں کی طرف نقل کرنے کا تصرف عطا کر دیا ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو سجدہ میں سبقت کرنے کی جزا بطور کرامت مکمل قرآن ان کی پیشانی پر لکھا ہوا ظاہر ہوا۔

(زرقانی علی المواہب ج۱ ص۱۰۵ مطبوعہ مطبع الازہریہ مصر)

جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سبقت کرنے پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو یہ انعام ملا کہ لوح محفوظ ان کے پیش نظر ہے اور وہ اس میں متصرف ہیں تو پھر خود محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان علم و شان تصرف کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے بطور دلیل فرمایا کہ یہ مقام تو مقام مکاشفہ ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ علوم میں لوح محفوظ کو بھی شامل ہو اور وہ بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے منکشف ہو۔ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان تو بڑی ارفع و اعلیٰ ہے آپ کے غلاموں کو جب مقام مکاشفہ حاصل ہوتا ہے تو ان کے سامنے حقائق کائنات ظاہر ہو جاتے ہیں۔

علامہ محمد عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں۔

حقائق الٰہیہ دس مقامات ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والے حضرات اولیاء کرام ان مقامات کو طے کرتے ہیں۔ انہیں حقائق اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ تحقیق کے منازل ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والے جب ان مقامات میں نازل ہوتے ہیں اور ان مقامات میں پختہ ہو جاتے ہیں تو ہر چیز کی حقیقت اور بھید ان کے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں اور حضرت علم میں جس طرح حقائق موجود ہیں وہ کسی تبدیلی کے بغیر ان کے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں یہ دس مقامات بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) مکاشفہ۔ (۲) مشاہدہ۔ (۳) معاینہ۔ (۴) حیات۔ (۵) قبض۔ (۶) بسط۔ (۷) سکر۔
(۸) صحو۔ (۹) اتصال۔ (۱۰) انفصال۔

(زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۰۸ مطبوعہ مطبع الازہریہ مصر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام جب مقام مکاشفہ پر فائز ہوتے ہیں تو ان کی نگاہوں سے پردے اٹھا دیے جاتے ہیں اور وہ حقائق کائنات کو ملاحظہ فرماتے ہیں تو پھر اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام مکاشفہ میں لوح محفوظ کا مشاہدہ کریں تو اس میں کونسی عجیب بات ہے۔

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ "حدیث میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے جنت تو آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ زمین کے نیچے ہے لہذا اطلاقاً فوق، تحت، عرش، کرسی، آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور لوح محفوظ اور اس میں جو منقوش محفوظ ہیں جو کچھ ہو چکا، ہو رہا ہے اور ہوگا سب کو شامل ہے۔

اب ہم ان کمالات کی وضاحت میں چند احادیث پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ساری چیزیں نگاہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَلّٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ قَالَ إِنِّيْ أُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ

لأكلتم منه ما بقيت الدنيا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ پس آپ نے نماز پڑھی لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے آپ نے فرمایا۔ مجھے جنت دکھائی گئی پس میں نے جنت کے ایک خوشہ کو پکڑنا چاہا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم اس سے اس وقت تک کھاتے رہتے جب تک یہ دنیا باقی رہتی۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلاۃ، رقم الحدیث: ۷۴۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہی روایت کرتے ہیں:

عن أنس بن مالك قال صلى لنا النبي صلى الله عليه وسلم ثم رقى المنبر فأشار بيديه قبل قبلة المسجد ثم قال لقد رأيت الآن منذ صليت لكم الصلاة الجنة والنار ممثلتين في قبل هذا الجدار فلم أر كاليوم في الخير والشر ثلاثا۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر رونق افروز ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کیا پھر آپ نے فرمایا: ابھی جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی تھی تو قبلہ کی اس دیوار میں میں نے جنت اور دوزخ کی مثالیں دیکھیں۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ میں نے آج کی مثل خیر اور شر کبھی نہیں دیکھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلاۃ، رقم الحدیث: ۷۴۹)

امام مسلم رحمہ اللہ تعالی متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله زوى لي الأرض فرأيت مشارقها ومغاربها۔

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ہلاک ہذہ الامۃ بعضہم ببعض، رقم الحدیث: ۷۲۵۸)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ۔

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپ نے اہل احد پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک اللہ کی قسم میں اب بھی اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی الشہید رقم الحدیث: ۱۳۴۴)

امام بخاری رحمہ اللہ ہی روایت کرتے ہیں:

عن أنس أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم صفیں قائم کرو کیونکہ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب تسویۃ الصفوف عند الاقامۃ وبعدہا رقم الحدیث: ۷۱۸)

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۰۶۹ھ شرح شفاء میں نقل کرتے ہیں۔

ذَكَرَ الْعِرَاقِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ صلى الله عليه وسلم عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَدُنِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ فَعَرَفَهُمْ كُلَّهُمْ كَمَا عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ أَنَّهُ صلى الله عليه وسلم قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ رَفَعَ لِي مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هٰذِهِ۔

ترجمہ: عراقی نے "شرح المہذب" میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام مخلوق پیش کی گئی تو آپ کو ان سب کی پہچان کروائی گئی جس طرح آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی گئی تھی اور طبرانی نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو بلند کر دیا تو میں

دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں گویا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء، شرح الشفاء ج ۳ ص ۱۵۱، مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

یہ تو ایک احادیث ہیں اس کے علاوہ کثیر احادیث ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز حضور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے آپ کی نگاہ سے کوئی مخلوق حتیٰ دیدار الٰہی تک بھی مخفی نہیں حتیٰ کہ دل میں پیدا ہونے والی خشوع وخضوع کی کیفیت بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔

محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے لکھا کہ عنقریب شارح علیہ الرحمۃ "بدء الخلق" میں مرادی بیان کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء سے لے کر انتہا تک مخلوقات کے تمام احوال بیان کیے۔ آپ کا اس سے بخاری شریف، کتاب بدء الخلق کی حدیث کی طرف اشارہ ہے، وہ حدیث درج ذیل ہے:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔

ترجمہ: طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے اپنے ٹھکانوں میں داخل ہونے تک کا بیان کیا جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا وہ بھول گیا۔

(بخاری شریف، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ تعالی وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ، رقم الحدیث ۳۱۹۲)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس حاشیے کے آخر میں لکھا "اس مقام پر تمام اشیاء حتیٰ کہ واجب تعالیٰ کی ذات دکھلا کر آپ پر احسان کیا جا رہا ہے لہٰذا تعمیم وشمول ہی اس مقام کے زیادہ مناسب ہے مذہب مختار یہ ہے کہ شب معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداری کے عالم میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اس کے علاوہ بھی آپ کو دیدار الٰہی حاصل ہوا۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْاِہداء

بخدمت پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم اہلسنت، مجاہد تحریک ختم نبوت

حضرت علامہ الحاج قاضی ابو الفیض محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی

دامت برکاتہم القدسیہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان

جن کی خصوصی اجازت اور نظر عنایت سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔

☆☆☆☆☆

بخدمت نور دیدہ پیر طریقت، پروردہ آغوش ولایت

حضرت صاحبزادہ والا شان قاضی محمد فیض رسول صاحب رضوی

زیب مسند و متولی آستانہ عالیہ محدث اعظم، رئیس الجامعہ جامعہ محدث اعظم

اسلامک یونیورسٹی، چنیوٹ مرکزی صدر انجمن فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جن کی قیادت ہمارے حوصلوں کو جلا بخشتی ہے۔

محتاج کرم

ابو الحسنین محمد فضل رسول رضوی

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ؟
قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اسے جہاں سے بھی دیکھا وہ نور ہی نور ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ علیہ السلام نور انی اراہ، رقم الحدیث ۴۴۳)

امام مسلم رحمہ اللہ ہی روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰہُ بِقَلْبِہٖ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر سدرۃ المنتہیٰ، رقم الحدیث ۴۴۲)

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں:

انه علیه الصلوة والسلام فاز برؤیة الحق سبحانه وتعالی وکشف له الغطاء لیلة الاسراء حتی رای الحق رؤیة بصریة بعینی راسه علی المذهب المشهور وقال به ابن عباس [illegible] قال بعینی قلبه واذا جوزه العقل وشهد به النقل لم یبق للاستبعاد موقع ولا للانکار موضع۔

ترجمہ: مذہب مشہور کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور شب اسراء آپ سے پردہ اٹھا دیا گیا حتی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا سر کی آنکھوں سے دیدار کیا۔ اس کے قائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو حضرات کہتے ہیں کہ (صرف) دل کی آنکھوں سے دیدار کیا آپ ان کی نفی کرتے ہیں۔ جب عقل اسے جائز قرار دیتی ہے اور نقل اس کی شاہد ہے تو استبعاد کی کوئی گنجائش اور انکار کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔

(زرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۱۹۳۔۱۹۴ مطبوعہ مطبع الازہریہ مصر)

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے اس مختصر حاشیے میں مطلوب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایسے جواہر جمع کر دیے ہیں جن کے بیان کے لیے ایک ضخیم کتاب بھی ناکافی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت کے نور سے منور فرما دے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

کرامات محدث اعظم پاکستان

کسی بھی نبی کی امت سے تعلق رکھنے والے ولی سے خلافِ عادت فعل کا صادر ہونا اصطلاحاً کرامت کہلاتا ہے۔ علامہ سعد الملۃ والدین تفتازانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

وَالْکَرَامَۃُ ہِیَ ظُہُوْرُ اَمْرٍ خَارِقٍ لِلْعَادَۃِ مِنْ قِبَلِہٖ غَیْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَی النُّبُوَّۃِ۔ (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۰۶ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

ولی کی کرامت اس سے بغیر دعویٰ نبوت کے خلافِ عادت امر کا ظہور ہے۔

کراماتِ اولیاء برحق ہیں۔ نبی کے امتی ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ اور اس کے دعویٰ نبوت کی حقانیت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی کا پلک جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل کی مسافت سے ملکہ بلقیس کے قصر شاہی کے محفوظ ترین مقام پر پہنچ کر تخت کو بارگاہِ سلیمانی میں حاضر کرنا۔۔۔ بنی اسرائیل کے عابد جریج کی پاکدامنی کی گواہی دینے کے لیے شیرخوار بچے کا کلام کرنا۔۔۔ سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے حجرۂ عبادت میں بے موسمی پھلوں کا آنا۔۔۔ ایام زچگی میں ان کے لیے کھجور کے سوکھے تنے کو حرکت دینے سے تازہ و شیریں خرموں کا گرنا اور ان کے علاوہ متعدد واقعات، امم سابقہ کے اولیاء کرام کی واضح کرامات ہیں۔ جن کا ذکر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت خیر الامم ہے اس امت کے اولیاء کرام سے بھی ہر دور میں بکثرت کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ جنہیں اہل حق آج تک تسلیم کرتے چلے آئے ہیں۔ سیدی و مرشدی حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز ایک عظیم محدث و مفسر اور محقق و مدقق ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑے عارف کامل بھی تھے۔ آپ کی اتباع سنت اور استقامت علی الشریعت سے مزین زندگی ہی آپ کی ولایت کاملہ کا بین ثبوت تھی۔ جس کے ہوتے ہوئے کسی ظاہری کرامت کی ضرورت نہ تھی مگر پھر بھی وقتاً فوقتاً آپ سے کثیر خوارقِ عادت کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر ہدیہ ناظرین ہے۔

☆۔۔۔ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بمطابق ستمبر ۱۹۶۱ء دورانِ علالت احباب و خدام اور علماء کے مشورہ

آپ بغرض تبدیلی آب وہوا مری، ایبٹ آباد اور ہری پور تشریف لے گئے۔ اسی دوران حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس مبارک گاؤں چھوہر شریف میں منعقد ہوا آپ نے بھی اس میں شمولیت فرمائی حضرت علامہ مولانا سید محمود شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خطاب فرما رہے تھے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز حسب عادت چادر اوڑھے، سر جھکائے تشریف فرما تھے ایک اخبار کے نمائندہ فوٹو گرافر نے آپ کی تصویر اتارنے کا ارادہ کیا۔ شاہ صاحب نے اسے منع فرمایا کہ تصویر نہ اتاریں۔ قبلہ حضرت صاحب سختی سے منع فرماتے ہیں۔ مگر وہ کہنے لگا کہ میں تصویر اتار کر ہی چھوڑوں گا۔ دوسری جانب سے آکر اس نے تصویر اتارنے کی کوشش کی آپ نے اسے سختی سے منع فرما دیا۔ آپ کے حسب ارشاد شاہ صاحب نے بھی دوران تقریر اسے سختی سے منع فرما دیا مگر اس نے تیسری بار دوسری جانب سے آکر تصویر اتارنے کی کوشش کی۔ جب اس نے کیمرہ فوکس کر لیا تو اچانک کیمرہ نیچے گرا اور ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا ٹوٹنے کی آواز سب کو سنائی دی آپ نے سر اٹھا کر جلال بھرے انداز میں فرمایا: ”منع جو کیا تھا“

یہ آپ کا روحانی تصرف تھا کہ عکس بندی میں بھی آپ کا فوٹو نہ آسکا۔

علامہ سید محمود شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۸۴ء کو فقیر رضوی غفرلہ کو آپ کی یہ کرامت سنائی اور مولانا محمد جلال الدین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی مولانا مفتی محمد اقبال صاحب آف اٹک کے حوالے سے یہی واقعہ اپنی تالیف ”کرامات محدث اعظم پاکستان قدس سرہ“ (ص ۲۳، مطبوعہ مکتبہ رضویہ کتب خانہ گلشن کالونی فیصل آباد) میں ذکر کیا ہے۔

☆۔۔۔ مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز سے دورہ حدیث پڑھنے کے دوران ایک رات لیٹے لیٹے میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ منکرین شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سوال کا ہمارے پاس جواب موجود ہے کہ آیہ مبارکہ ”اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ“ کی روشنی میں جو اعتراض کیا جاتا ہے اس کا کوئی جواب ہمارے پاس نہیں۔ یہ خیال ضرور گزرا مگر ذہن میں کوئی جواب نہ آسکا۔ آخر پریشانی کے عالم میں نیند آ گئی خواب میں حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس

سرِ وادی حسنح کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا۔ "ہمارے پاس اس اعتراض کے تسلی بخش جواب موجود ہیں" میری آنکھ کھل گئی تو صبح سویرے حاضر ہوا اور حسبِ معمول آپ کی کتابیں لانے کے لیے کھڑا ہوا تو آپ فرمانے لگے: قلم دوات اور کاپی لے کر آ گیا میں قلم دوات لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا لکھو:

"اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ"

آپ نے آیتِ کریمہ کی تشریح اس انداز میں فرمائی کہ بات کو ذہن میں آنے والے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے۔

مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی نے بموقع عرس سیدنا امام اعظم حضرت اعظم پاکستان رضی اللہ عنہا منعقدہ چک 115/15 آر جہانیاں منڈی یہ واقعہ بیان کیا۔

☆ یہی مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اپنی شادی کے بعد میں لاہور آیا۔ اس دوران حضرت سیدنا محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز بھی حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری کے لیے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ لاہور مجھے ایک دوست مل گیا اسے میری شادی کا علم ہوا تو کہنے لگا: "مٹھائی کھلاؤ" میں نے کہا کہ فی الحال میرے پاس رقم نہیں بمشکل کرایہ لے کر لاہور آیا ہوں۔ مٹھائی پھر کبھی کھلا دوں گا مگر اس کا اصرار رہا۔ مجبوراً اسے مٹھائی کھلا دی۔ نتیجتاً میرے پاس کرایہ سے دو روپے کم ہو گئے دوپہر کا وقت تھا۔ پریشان پھر رہا تھا کہ ایک طالب علم ملا اور کہنے لگا کہ تم کہاں پھر رہے ہو؟ تمہیں حضرت صاحب یاد فرما رہے ہیں میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ فرمانے لگے "گرمی ہے بیٹھو" اور خادم سے فرمایا: "انہیں لسی پلاؤ" میں نے لسی پی لی تو خادم سے فرمانے لگے: "انہیں دو روپے دے دو" یہ آپ کی خداداد فراست تھی کہ اپنے مرید کی مشکل کو بھانپ کر بروقت حل فرما دیا۔

مولانا محمد حنیف صاحب حافظ آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کے گاؤں چک 115/15 ایل جہانیاں منڈی عرس امام اعظم حضرت اعظم رضی اللہ عنہا کے موقع پر دوران خطاب یہ واقعہ بیان کیا۔

☆ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لعاب دہن کا یہ اعجاز تھا کہ آپ نے

غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دکھتی ہوئی آنکھ پر
لگایا تو آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا تیر لگنے
سے باہر آ گیا آپ نے اپنے دست اقدس سے اسے اپنی جگہ رکھ کر لعاب دہن لگا دیا تو اس کی
برکت سے اس آنکھ کی بینائی، دوسری آنکھ سے بھی تیز ہو گئی۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ
وسلم کے لعاب دہن کی اس شان اعجاز کا فیضان ہی تھا کہ فنا فی الرسول، سیدنا محدث اعظم
پاکستان قدس سرہ العزیز کے لعاب دہن کی کرامت، ظاہری امراض کے لیے باعث حیرت بن
گئی۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

ایک دفعہ رمضان المبارک کی انتیس تاریخ کو حکومت نے عید کا چاند نظر آنے کی
خبر نشر کر دی۔ فیصل آباد کے دیوبندی مولویوں نے بھی حکومت وقت کی اتباع میں اعلان کر
دیا کہ کل عید ہے مگر سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ ثبوت شرعی نہ
ہونے کی بنا پر ہم کل نماز عید ادا نہیں کریں گے بلکہ کل روزہ ہوگا۔ عوام اہل سنت نے آپ
کے فرمان کے مطابق نظریاتی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے تیس روزے مکمل کیے۔ نجدی
حضرات نے اپنی فطرت بد سے مجبور ہو کر آپ کے خلاف زبان درازی کی۔ [illegible]
کر فیصل آباد میں اسی حوالے سے ایک نجدی مسلسل بار بار آپ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال
کرنے لگے۔ آپ کے مرید خاص حضرت جناب صوفی محمد صدیق صاحب ان کی یہ خرافات
سن رہے تھے۔ شیخ کامل کی محبت نے خاموش نہ رہنے دیا اور اکیلے ہی ان سے الجھ
پڑے۔ محلے کے آدمیوں نے اس وقت تو لڑائی بند کروا دی۔ مگر نجدیوں نے بعد میں ایک
بدمعاش کو تیار کر کے بھیجا اور اس نے آ کر صوفی صاحب کی بے خبری میں ان کے منہ پر
لوہے کا ایک سریا اس زور سے مارا کہ ان کے سامنے والے تین دانت گر گئے اور منہ سے
خون بہنا شروع ہو گیا وہ بدمعاش تو بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھاگ گیا اور صوفی
صاحب وہ دانت اٹھا کر ڈاکٹر کے پاس چلے گئے۔ ڈاکٹر کہنے لگا کہ تم بے وقوف ہو ٹوٹے
ہوئے دانت بھی کبھی جوڑے جا سکتے ہیں؟ صوفی صاحب مایوس نہیں ہوئے بلکہ دانت لے
کر سیدنا محدث اعظم پاکستان رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے آپ نماز عصر پڑھ
کر تشریف فرما تھے۔ صوفی صاحب کو دیکھ کر اپنے مخصوص انداز میں ایک ہاتھ سے دوسرے

ہاتھ پہ ضرب لگاتے ہوئے فرمانے لگے:

"بندہ خدا! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

عرض کیا حضور! بیماری نے دانت توڑ دیے ہیں۔ ڈاکٹروں کے پاس گیا مگر جواب مل گیا کہ ٹوٹے ہوئے دانت نہیں جوڑے جا سکتے اب آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں آپ فرمانے لگے:

"سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شفاخانہ کتنا عظیم ہے جہاں اسی مریض کا علاج ہوتا ہے جسے دنیا کے اطباء لاعلاج قرار دے چکے ہوں۔"

آپ نے مٹی کے کٹورے میں شربت ڈال کر فرمایا: اسے پی لیں۔" صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ میں نے وہ شربت پی لیا اور مجھے وہ ٹھنڈک اور لذت محسوس ہوئی کہ پوری زندگی میں آج تک کسی شربت میں ایسی ٹھنڈک کا احساس نہیں ہوا۔ آپ نے خود اپنے ہاتھوں سے دانتوں کو ان کی جگہ رکھا۔ اندر اور باہر دونوں حصوں پر لعاب دہن لگا کر اوپر ٹیپ چسپاں کر دی۔ اور فرمایا: "کل پھر آنا" دوسرے دن پہلی ٹیپ اتار کر لعاب دہن لگایا اور نئی ٹیپ لگا دی۔ قریباً تین دن تک یہی عمل دہراتے رہے آپ کے لعاب دہن کی برکت سے ٹوٹے ہوئے وہ دانت اپنی جگہ مضبوط و قائم ہو گئے یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ دانت پہلے کبھی ٹوٹے ہی نہیں۔

صوفی محمد صدیق صاحب (مکان نمبر ۸۔ پی۔ گلی نمبر ۲ محلہ پرتاب نگر فیصل آباد) سے شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ کو راقم الحروف نے ملاقات کی انہوں نے یہ واقعہ سنایا اور بندہ نے خود دیکھا کہ ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے صوفی صاحب کے باقی دانت ٹوٹ چکے تھے مگر وہ دانت اسی طرح مضبوط و قائم تھے۔ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ کو صوفی صاحب وفات پا گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ رب العزت انہیں جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے آمین

☆ ــــ حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز مستجاب الدعوات تھے۔ اکابرین بھی اپنی مشکلات میں دعا کیلئے آپ کی طرف رجوع فرماتے۔ حضرت علامہ حافظ عبدالرشید صاحب رضوی سابق خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کا بیان ہے کہ سیدی محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھا رہے تھے۔ دوران تدریس صاحبزادہ مفتی مختار احمد

صاحب نعیمی کا خط آیا کہ پرسوں سے میرے والد ماجد حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی کی بینائی بالکل ختم ہو چکی ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بینائی واپس عطا فرمائے۔ آپ نے خط پڑھا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کافی دیر آپ اسی حالت میں رہے۔ علماء کرام پریشان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ جو آپ اس قدر پریشان ہیں۔ کچھ دیر بعد آپ نے علماء کرام سے فرمایا کہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی کی بینائی ختم ہو چکی ہے۔ سب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے انہیں بینائی واپس عطا فرمائے۔ بعد میں صاحبزادہ صاحب کا پھر خط آیا کہ فلاں دن، فلاں وقت مفتی صاحب کی بینائی واپس آ گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ وہی وقت تھا جس وقت آپ نے دعا فرمائی تھی۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رضوی جھنگوی، سابق خطیب سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار، فیصل آباد نے ۳ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ بعد از نماز جمعہ بندہ کی درخواست پر مذکورہ بالا واقعہ سنایا۔

اختصار کے پیش نظر آپ کی چند کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آپ کے عشق کو عزم وہمت کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نوٹ: یہ تحریر ۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ بروز پنجشنبہ دن ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر شروع کی اور ۱۶ رجب المرجب بروز جمعہ دن ۱۰ بج کر ۳۲ منٹ پر مکمل ہوئی۔ تقریباً انیس گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے طفیل اسے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین۔

ابو الحسنین محمد فضل رسول رضوی

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان حضرات کے اسماء جن کی ترغیب و تحریک "سوادِ اعظم" کی جانب سے پچاسویں سالانہ عرس محدث اعظم کے موقع پر یہ "عظیم نادر علمی تحفہ" قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا ذریعہ بنی۔

شیخوپورہ

- ☆ ــــ محمد عرفان رضوی جٹ چک ۸ ر سالہ شیخوپورہ۔
- ☆ ــــ حضرت مولانا محمد اشرف ریاض صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ حضرت زبدۃ اللطافت۔
- ☆ ــــ حافظ محمد عمران طاہر نقشبندی امیر (تحریک) سوادِ اعظم چک ۴ ر سالہ۔
- ☆ ــــ جناب امانت علی رحمانی صاحب۔
- ☆ ــــ رانا محمد کاشف رئیس صاحب۔
- ☆ ــــ رانا وجاہت اکبر رضوی صاحب۔
- ☆ ــــ رانا عامر سجاد رضوی صاحب۔
- ☆ ــــ رانا شکیل احمد رضوی صاحب (برطانیہ)
- ☆ ــــ حضرت مولانا محمد عثمان رضوی صاحب۔
- ☆ ــــ محمد محسن رضا رضوی صاحب۔
- ☆ ــــ ملک ایمان منور رضوی صاحب۔
- ☆ ــــ محمد محمود رضا رضوی صاحب (۴ ر سالہ)

فیصل آباد:

- ☆ ــــ میاں غلام محی الدین المعروف چوہدری محمد یار احمد والہ صاحب کمبوہ ولیج ولیم ٹریس والا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

انجمن فدایانِ رسول ﷺ

* جو انجمن حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے زیر اہتمام قائم ہوئی۔
* جس انجمن کو جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب نے پروان چڑھایا۔
* جو انجمن پروردہ آغوش ولایت حضرت صاحبزادہ محمد فیض رسول رضوی صاحب کی صدارت میں ترقی کی جانب گامزن ہے۔
* جس انجمن کا مقصد لوگوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع فروزاں کرنا ہے۔
* جو انجمن اسلام کے صحیح معتقدات کی اشاعت میں مصروفِ عمل ہے۔
* آیئے! آپ بھی اس انجمن کے رکن بنیں اور اپنے اپنے شہر اور محلے میں انجمن کی شاخیں قائم کریں۔

مرکزی دفتر

سُنّی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

PHONE: 041-2642269

☆۔۔۔میاں غلام غوث رضوی صاحب۔

☆۔۔۔میاں وقاص رضوی صاحب (سائنہ)

☆۔۔۔محمد حسنین رضا رضوی و محمد زین رضا رضوی۔

جڑانوالہ

☆۔۔۔مولانا محمد فضل رسول قادری رضوی صاحب۔

☆۔۔۔چوہدری محمد کلیم صاحب۔

چھانیاں منڈی:

☆۔۔۔حافظ محمد طاہر زمان والیہ صاحب۔

☆۔۔۔جناب محمد شفیع رضوی صاحب۔

☆۔۔۔حافظ محمد عابد فاروق رضوی صاحب۔

☆۔۔۔جناب محمد فرہاد رضوی صاحب۔

☆۔۔۔محمد حماد رضا رضوی۔

گوجرانوالہ:

☆۔۔۔محمد حبیب الرحمٰن قادری رضوی صاحب۔

☆۔۔۔جناب محترم ڈاکٹر محمد محمود خان صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت ڈویژن فیصل آباد جنہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود وقت عنایت کیا اور طباعتی مراحل میں بھرپور معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

☆۔۔۔حافظ محمد ملی اللہ خان متعلم جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی چنیوٹ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام اہل سنت، پیر طریقت، رہبر شریعت، قطب دوراں، محقق زماں، برہان الاسلام، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، شیخ الحدیث، حضرت علامہ ابو الفضل الحاج مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز المعروف "محدث اعظم پاکستان" اس عظیم شخصیت کا نام ہے جن کی زندگی کا مقصد عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فروغ، ناموس رسالت کا تحفظ، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واقوال کی ترویج واشاعت اور لوگوں کو بد عقیدگی وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر مسلک حق اہل سنت وجماعت کے روشن اور مستقیم راستے پر گامزن کرنا تھا۔

آپ نے صرف زبانی طور پر لوگوں کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہیں دی بلکہ خود عملی طور پر محبت کے عمیق سمندر میں ڈوب کر راہ محبت کے مسافروں کے لئے "نشان راہ" متعین کیا۔ بقول استاذ الاساتذہ، سلطان المدرسین حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی نور اللہ مرقدہ "ہمیں معلوم ہوتا تھا کہ شیخ الحدیث (حضرت محدث اعظم پاکستان) کے اجزاء بدنی کی ترکیب ہی عشق رسول سے کی گئی ہے۔" (محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۱۶۷)

آپ عشق رسول میں اس حد مستغرق تھے کہ درس حدیث کے دوران جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال مبارکہ کا بیان ہوتا تو آپ بے اختیار ان احوال مقدسہ کا مظہر بن جایا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا ذکر ہوتا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور میں درد کا ذکر ہوتا تو دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا کہ سر اقدس میں شدت درد کی وہ تکلیف آپ خود بھی محسوس فرما رہے ہیں۔ محبوب کے نورانی تبسم کا ذکر آ جاتا تو فرط محبت میں آپ کے ہونٹوں پر بھی تبسم بکھر جاتا۔ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی ہونٹوں کی حرکت کا بیان ہوتا تو عالم وارفتگی میں آپ کے ہونٹ بھی حرکت کرتے دکھائی دیتے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس والہانہ جذبے کا اظہار صرف درس حدیث تک ہی محدود نہ تھا بلکہ منطق وفلسفہ کے خشک اوراق متون کی تدریس کے دوران بھی آپ یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل نہ ہوتے۔ اور خشک منطقی مباحث سے بھی عظمت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گوہر آبدار نکال کر طلباء کے لئے تازگی ایمان کا سامان مہیا کرتے۔

قدرت نے آپ کو جس عظیم مشن کے لیے منتخب فرمایا تھا اس کے لیے عمیق اور
وسیع علم کی ضرورت تھی۔ جو خود دولت علم سے محروم ہو وہ دوسروں کی راہنمائی کیسے کر سکتا ہے؟
آپ نے بڑے بڑے علماء، محدثین، مفسرین، اساتذہ اور مصنفین کی راہنمائی کرنا تھی اس
لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وفضل کے اس مقام رفیع پر فائز کیا کہ بڑے بڑے اکابر نے آپ
کو امام المحدثین تسلیم کیا۔ حافظ ملت حضرت مبارک پوری علیہ الرحمہ نے آپ کو علم وفضل کا
آفتاب، بخاری زماں اور مجمع البحرین قرار دیا۔ علامہ سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ نے آپ کو
یکتائے زماں کہا۔ مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ نے آپ کو جوہر الجواہر کہا۔ مفتی
رفاقت حسین کانپوری علیہ الرحمہ نے آپ کو اہل سنت وجماعت میں سے بے بدل قرار دیا۔
علامہ خلیل کاظمی محدث امروہوی علیہ الرحمہ نے آپ کو تاجدار مسند تدریس قرار دیا۔ غزالی
زماں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے آپ کو محدث اعظم پاکستان کے لقب سے یاد کیا۔ آپ حضور
صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحصیل علم کے لیے حاضر ہوئے تو حضور مفتی اعظم
قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

"بحر العلوم کے پاس گئے اور خود بھی بحر العلوم ہو گئے۔"

علم ایک کیفیت انکشافیہ کا نام ہے۔ ذہن توجہ کرے تو پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی
گرہیں کھلتی چلی جائیں اور لاینحل مسائل حل ہوتے چلے جائیں۔ حق اور باطل نظریات میں
امتیاز ہوتا چلا جائے تو اسے علمی کمال کہا جاتا ہے۔ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ
العزیز کو خداوند قدوس نے حاضر جوابی، قوت استحضار اور قابل رشک حافظے سے نوازا تھا آپ
کے سامنے اشکالات پیش کیے جاتے آپ فی البدیہہ عام فہم انداز میں اس کا جواب پیش کرتے
کہ طالب علم کا شک دور ہو جاتا۔

چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں:

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام سرور قادری لاہور بیان کرتے ہیں:

حضرت محدث اعظم میں حاضر جوابی کا ملکہ بدرجہ اتم تھا۔ ایک روز ایک حدیث پر بحث
فرماتے ہوئے فرمایا:

"خدا تعالیٰ کی اصل نعمت علم ہے اور یہ نعمت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ

دیکھئے علم غیب کی دوسری قسمیں کیسے حل ہو سکتی ہیں؟"

میں نے از راہ اعتقاد عرض کی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ ہم نے خضر علیہ السلام کو اپنی طرف سے علم دیا۔ بھلا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ آپ نے بڑے جامع لفظوں میں فرمایا جواب مرحمت فرمایا:

"عدم ذکر، عدم وجود کو مستلزم نہیں۔"

پھر وجد کرتے اور جھومتے ہوئے امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھنا شروع کیا۔

وکلھم من رسول اللّٰہ ملتمس

غرفاً من البحر او رشفاً من الدیم

یعنی تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اس طرح فیض پاتے ہیں جیسے پیاسا دریا سے پانی کا چلو لے کر یا باران رحمت سے چھینٹے پا کر پیاس بجھاتا ہے۔

تمام حاضرین نے بھی وجد کرتے ہوئے آپ کے ہمراہ یہ شعر پڑھا اس طرح مسئلہ حل ہوا۔ (تبرکات محدث اعظم پاکستان ص ۷۵ مطبوعہ گجرات)

مولانا محمد بخش مسلم اس کی یوں تفصیل کر کے فرماتے ہیں۔

ایک دن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا کہ وہابی کہتے ہیں۔ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ اللہ ہی کے پاس علم قیامت ہے یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور وہ اس کا علم کسی کو عطا نہیں فرماتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے۔

عندہ حسن المآب۔ "اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانہ"

عندہ حسن الثواب۔ "اللہ ہی کے پاس ہے حسن ثواب"

تو وہابیوں کو چاہیے کہ کوئی نیکی نہ کریں کیونکہ حسن ثواب اور حسن مآب تو اسی کے پاس ہے جس طرح "عندہ" وہاں ہے یہاں بھی "عندہ" ہے اس سے تو وہابیوں کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔

(تبرکات محدث اعظم پاکستان ج ۱ ص ۷۵ مطبوعہ گجرات)

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مجلس میں حاضر ہوا اس نے عرض